میری زیست کی آرزو

نادیہ فاطمہ رضوی

بعد مدت اسے دیکھا، لوگو
وہ ذرا بھی نہیں بدلا، لوگو
خوش نہ تھا مجھ سے بچھڑ کر وہ بھی
اس کے چہرے پہ لکھا تھا، لوگو

"وہ آ رہا ہے بیٹی۔" بوا نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی لائبہ کے سر پر گویا دھماکا سا کر دیا۔ جوتے اتارتے ہوئے ہاتھ یکدم ساکت ہو گئے۔ انتہائی بے یقینی و بے اعتباری کی سی کیفیت میں لائبہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ لائبہ کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں دہشت و خوف کے سائے بخوبی نظر آ رہے تھے۔

"بوا! کیا آپ سچ کہہ رہی ہیں؟" لائبہ نے انتہائی دقتوں کے ساتھ جملہ پورا کیا۔ "ہاں بیٹی اب اس عمر میں کیا تم سے جھوٹ بولوں گی۔" بوا دل گرفتگی سے گویا ہوئیں۔

"تو......تو، بوا اب ہمارا کیا ہوگا؟" لائبہ کے اعصاب اب جواب دینے لگے۔ گلابی چہرہ یکدم سرسوں کے پھول کی مانند زرد ہو گیا۔

"بیٹی! تم کیوں فکر کرتی ہو۔ میں ابھی زندہ ہوں۔ تم خود کو اکیلا کیوں سمجھ رہی ہو۔" بوا لائبہ کی بدحواسی کو دیکھ کر گھبرا گئیں۔ انتہائی کھوکھلے انداز میں اسے تسلی دی حالانکہ لائبہ یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ بوا خود تو اپنے آپ کو سنبھالنے کے لائق نہیں ہیں، اسے کیا سہارا دیں گی۔

لائبہ سر تھام کر بیٹھ گئی۔ ذہن کے دریچوں میں یہی سوال مستقل دستک دے رہا تھا کہ اب کیا ہوگا؟

"اچھا تم کھانا تو کھا لو۔" بوا نے اس کا دھیان بٹانا چاہا۔

"وہ کب آ رہا ہے؟" لائبہ نے بوا کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ اب بھوک کس کو لگ رہی تھی، بلکہ اس منحوس خبر کے ساتھ ہی اس کا چین و سکون، نیند سب اڑ چکے تھی۔

"وہ فون پر کہہ رہا تھا کہ......" بوا کچھ رک سی گئیں۔

"کیا کہہ رہا تھا بوا؟" لائبہ نے استفسار کیا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ آج رات کو اس کی وہ موا کیا کہتے ہیں اسے" بوا نے کچھ سوچتے ہوئے ماتھے پر ہاتھ مارا "ہاں ہوائی جہاز آئے گا۔"

"کیا آج رات کو ہی آ رہا ہے؟" لائبہ پر دوسری بجلی

SkorpiO
FriendsKorner

SkorpiO
FriendsKorner

گری۔

"بوا ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس کے آنے سے پہلے ہی یہ گھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔" لائبہ نے انتہائی احمقانہ مشورہ دیا۔ سخت ذہنی دباؤ میں وہ اول فول بولنے لگی۔

"ارے باؤلی ہوگئی ہو تم اس شہر میں ہمارا کدھر ٹھکانہ ہے۔ باہر نکلو تو قدم قدم پر بھیڑیے گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں جو تر نوالا سمجھ کر نگلنے کی کوشش کریں گے۔ انسان نما درندے جسم کی بوٹیوں کو نوچنے کی تگ ودو کریں گے۔ کم از کم اس چار دیواری میں تمہاری عزت تو محفوظ رہے گی۔"

"اور انا اور خودداری؟" لائبہ نے دل میں سوچا لیکن انا اور خودداری عزت سے زیادہ تو نہیں ہے۔ بلکہ جان بھی عزت کے لیے قربان ہے۔" لائبہ سوچتی چلی گئی لیکن آنے والے وقت نے اسے انتہائی خوفزدہ کر دیا تھا۔

"اچھا اب چلو کپڑے بدلو۔ ابھی کالج سے آئی ہو۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔" بوا نے اسے زبردستی کمرے میں بھیج دیا۔

☆☆

لائبہ وجاہت حسن اور ثمن حسن کی اکلوتی اولاد تھی۔ وجاہت حسن کے بڑے بھائی عنایت حسن ثمن کو پسند کرتے تھے لیکن ثمن نے اپنے دل کی مسند پر وجاہت حسن کو بڑی شان سے بٹھا رکھا تھا اور خود وجاہت حسن بھی ثمن کو دیوانگی کی حد تک چاہتے تھے۔ وہ ان کی محبت ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی خالہ زاد بھی تھی۔ جب سطوت بیگم نے اپنے بڑے بیٹے کی شادی کا ارادہ کیا اور عنایت حسن سے ان کی پسند پوچھی تو انہوں نے جھٹ سے ثمن کا نام لے لیا۔ یہ سن کر وجاہت حسن کی ہستی ڈول گئی۔ وہ جسے بچپن سے چاہتے آئے تھے ہزاروں بار تصور کی دنیا میں ثمن کو اپنی دلہن کے روپ میں دیکھا تھا اب حقیقی دنیا میں انہیں اپنی بھابی کے روپ میں دیکھنا قطعی گوارہ نہ تھا۔ اتنا دل گردہ وہ کہاں سے لاتے۔ اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر وجاہت حسن نے اپنے منہ میں قفل ڈال لیے لیکن ثمن یہ سن کر ہتھے سے اکھڑ گئی۔ انہیں شروع سے ہی عنایت حسن پسند نہ تھے ان کے انداز و اطوار سے وہ ہمیشہ چڑتی تھی۔ چونکہ وہ اپنے باپ کی چہیتی تھی۔ والدہ حیات نہ تھیں تو صاف لفظوں میں اپنی پسند اپنے باپ کو بتا دی۔ وہ اپنی بیٹی کو بہت چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے صاف لفظوں میں سطوت بیگم کو اپنی اکلوتی بیٹی کی خواہش سے آگاہ کر دیا۔ سطوت بیگم کچھ متذبذب ہوئیں کیونکہ بڑے بیٹے نے ثمن کی خواہش کی تھی لیکن پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گئیں کہ ثمن کا رجحان وجاہت کی طرف ہے تو بھلا انہیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے دونوں صورتوں میں بہو تو ان کی ہو گی لیکن عنایت حسن نے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ ثمن کو پانے کی ضد سوار ہو گئی اور یوں بالآخر ایک زبردست معرکہ کے بعد ثمن وجاہت حسن کی زندگی میں بہار بن کر رنگ بکھیرنے چلی آئی لیکن چونکہ بڑے ہونے کے ناتے سطوت بیگم کے شوہر نے مرتے وقت پاور آف اٹارنی عنایت حسن کے نام کر دی تھی۔ تو اس شادی کی پاداش میں عنایت حسن نے اپنے بھائی کو بزنس اور گھر سے بے دخل کر دیا۔ سطوت بیگم نے وجاہت حسن کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ ایک چھوٹے سے فلیٹ میں آ گئیں۔ ثمن اور وجاہت دونوں بہت خوش تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو پا لیا تھا۔ ثمن کو ابھی خوشیوں کے ہنڈولے میں جھولتے ہوئے چھ ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ دفتر سے گھر آتے ہوئے ایک ٹرالر نے انتہائی بے رحمی سے وجاہت حسن کو کچل دیا۔ اس کے ساتھ ہی نہ صرف ثمن کا وجود بیوگی کی چادر سے ڈھک گیا بلکہ وہ بچہ جو ابھی دنیا میں بھی نہیں آیا تھا اس کے ننھے سے ماتھے پر ہی یتیمی کا بھیانک کلنک لگ گیا تھا۔ ثمن اس صدمے سے بالکل گم صم ہو گئی۔ ان حالات میں سطوت بیگم نے بہت ہمت سے کام لیا ایک طرف ان کا جوان بیٹا دنیا سے کوچ کر گیا تھا تو دوسری طرف ان کی بہو اس صدمے سے بالکل ادھ مری ہو گئی تھی اور اوپر سے وہ ننھی جان جو ثمن کی کوکھ میں پل رہی تھی جوان کے بیٹے کی واحد

SkorpiO FriendsKorner

نشانی تھی۔ بہت مشکلوں سے انہوں نے ثمن کو زندگی کی طرف دھکیلا اور جب لائبہ کا جنم ہوا تو ثمن اپنی یتیم بیٹی کو دیکھ کر اتنا روئی کہ اسپتال میں موجود تمام عملہ کی آنکھوں میں ثمن کی تڑپ دیکھ کر آنسو امڈ آئے۔

ایک دن اچانک عنایت حسن چلے آئے اور ماں سے معافی مانگ کر دونوں کو گھر لے آئے لیکن ثمن کے ساتھ عنایت حسن اور ان کی بیوی کا سلوک انتہائی ناروا تھا۔ عنایت حسن نے بھی شادی کرلی تھی اور ان کی بیگم فرح بیگم بھی امید سے تھی۔ انہوں نے جڑواں بچوں کو جنم دیا۔ ایک لڑکا اور لڑکی۔ مغرور تو پہلے ہی تھی' بچوں کے بعد مزید مغرور ہوگئی۔ فرح کا رویہ ثمن کے ساتھ انتہائی ہتک آمیز تھا کیونکہ وہ اس بات سے آگاہ تھی کہ اس کے شوہر نے ان سے پہلے اس عورت کی طلب کی تھی جو لائبہ کی ماں تھی۔ سطوت بیگم اس صورت حال سے بہت پریشان تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ثمن کا جلد سے جلد دوسرا عقد ہو جائے' نجانے انہیں وہم سا ہوگیا تھا کہ وہ بھی اپنے بیٹے اور شوہر کے پاس جلد ہی جانے والی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قابل اعتماد بوا سے اس کا تذکرہ کیا اور انہوں نے جہانگیر شاہ کا رشتہ بتایا جو رنڈوے اور ایک بچے کے باپ بھی تھے اور یوں نہ چاہتے ہوئے بھی ثمن کا نکاح جہانگیر شاہ سے ہوگیا' جو اچھی خاصی جائیداد کے مالک تھے۔ یہاں آکر ثمن کو محسوس ہوا کہ زندگی کو ابھی ان سے اور امتحان لینا مقصود ہے اور وہ امتحان تھا شاہ میر جو بمشکل پانچ سال کا تھا لیکن انتہائی خود سر اور بدتمیز۔ اس کے ماموں اور خالاؤں نے اس کے معصوم ذہن میں سوتیلی ماں کا زہر اچھی طرح سے بھر دیا تھا۔ سطوت بیگم نے بوا کو بھی ثمن کے ساتھ ہی بھیج دیا تھا۔ شاہ میر کو لائبہ سے خاص قسم کی چڑ تھی۔ جب وہ اپنے پاپا کو لائبہ کے لیے کھلونے' کپڑے لاتا دیکھتا یا اسے پیار کرتے دیکھتا تو اس کے اندر آگ سی لگ جاتی۔ وہ سمجھتا تھا کہ لائبہ اس کے پاپا کو اس سے چھین رہی ہے۔

کچھ عرصے بعد سطوت بیگم بھی داغ مفارقت دے گئیں اور ثمن کا یہ بھی سہارا ان سے چھن گیا۔ والد کا انتقال وجاہت حسن کے مرنے کے تین ماہ بعد ہی ہوگیا تھا۔ وہ اپنی جوان بیٹی کو یوں عالم ثبات میں اجڑتے ہوئے دیکھ نہیں سکے تھے۔

شاہ میر' ثمن کا تھوڑا بہت لحاظ کبھی کبھار کرلیا کرتا تھا لیکن لائبہ کو تکلیف دے کر اسے بہت تسکین ملتی تھی۔ کبھی اس کو آدھی رات میں سوتے ہوئے سے جگا کر ڈراتا تھا تو کبھی ربڑ کی چھپکلی گرادیا کرتا' ایک دن تو اس نے حد کردی بارشوں کا سیزن تھا' تیز بارش ہورہی تھی' جاڑوں کی بارش ویسے بھی خطرناک ہوتی ہے۔ شاہ میر نے لائبہ کو لان سے گیند اٹھا کے لانے کو کہا لیکن وہ نیچے جانے کو قطعاً راضی نہیں ہورہی تھی۔ اسے بارش سے بے تحاشا خوف آتا تھا۔ شاہ میر لائبہ کو کھینچتا ہوا سیڑھیوں کی جانب لے گیا' شومئی قسمت کہ سامنے کوئی نہیں تھا۔ شاہ میر نے طیش کے عالم میں لائبہ کو سیڑھیوں کی طرف دھکیلا' پھسلن کی وجہ سے اور غیر متوقع دھکے سے وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور دھڑام سے سیڑھیوں سے گر کر بے ہوش ہوگئی۔ اس کے ماتھے سے بھل بھل خون بہنے لگا۔ کچھ لمحے کو اسے ندامت ہوئی لیکن پاپا کو اور ثمن آنٹی کو اندر آتے دیکھ کر اور پاپا کو لائبہ کی جانب بھاگتے دیکھ کر وہ پھر سے بے حس بن گیا اور چپکے سے اپنے کمرے میں آکر لیٹ گیا۔

☆☆

ماہ و سال تیزی سے بدلنے لگے جہانگیر شاہ اور ثمن ایک ٹریفک کے حادثے میں انتقال کرگئے اور لائبہ اس بے رحم دنیا میں یک و تنہا۔ شاہ میر کی اذیت اور نفرت برداشت کرنے کے لیے رہ گئی۔

تیرہ سال پہلے شاہ میر آسٹریلیا' اپنے ماموں کے پاس چلا گیا لیکن جاتے جاتے وہ لائبہ سے کہہ گیا تھا کہ جب میں واپس آؤں تو اس گھر میں تمہارا وجود نہ ہو۔ اس وقت وہ صرف ۱۵ سال کی تھی لیکن زندگی کے نشیب و فراز نے اسے وقت سے پہلے خاصا میچور بنادیا تھا۔ وہ شاہ میر

SkorpiO FriendsKorner

کی بات کا مفہوم جان گئی تھی اور آج وہ آرہا تھا اور اس کی جان سولی پر اٹکی ہوئی تھی۔

''اور بیٹا شاہ میر! تمہارے ماموں اور ان کے بچے وغیرہ سب ٹھیک ہیں؟'' رات کھانے کی میز پر بوا شاہ میر سے خیریت دریافت کر رہی تھی۔ شاہ میر کے لیے انہوں نے خاصا اہتمام کیا تھا۔ وہ انتہائی مختصر جواب دے رہا تھا۔

☆☆

لائبہ کو اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اس لیے وہ کھانے کی میز پر بھی نہیں آئی تھی۔ اس نے کھڑکی کی اوٹ سے شاہ میر کی ایک جھلک دیکھی تھی۔ شکل وصورت کا تو وہ پہلے بھی اچھا تھا' لیکن اتنے عرصے مغرب میں رہنے کے بعد وہ خاصا صحت مند اور ہینڈسم ہو گیا تھا۔ لیکن انداز وہی مغرورانہ اور تنفرانہ تھا۔ لائبہ ایک بار پھر خوف کے آکٹوپس میں جکڑنے لگی۔

سارا دن کالج میں وہ ذہنی طور پر غیر حاضر رہی۔

''کیا بات ہے لائبہ؟ کچھ ڈسٹرب ہو۔'' رابعہ نے اس سے استفسار کیا۔ رابعہ اس کی واحد سہیلی تھی جو اس کے قریب تھی لیکن لائبہ نے کبھی بھی اس سے ذاتی باتیں شیئر نہیں کی تھیں۔ وہ اپنی کمزوریاں سب کے سامنے طشت ازبام نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''نہیں' نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' لائبہ چونک گئی۔

''اگر کوئی پرابلم ہے تو مجھ سے شیئر کرلو۔'' رابعہ نے خلوص سے کہا۔ لائبہ کا دل چاہا کہ اس کے گلے لگ کر وہ اپنی ساری کتھا سنا ڈالے لیکن اس نے اپنے آپ کو باز رکھا کہ پتا نہیں رابعہ اس کے بارے میں کیا سوچے۔

''اصل میں وہ بوا کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔'' اس نے جلدی جلدی بہانہ بنایا۔ ''چلو گھر چلتے ہیں ورنہ بس نہیں ملے گی۔'' لائبہ اسے تیزی سے کہتے ہوئے گیٹ کے باہر لے گئی۔ گیٹ کے باہر آتے ہی اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ سامنے رابعہ کا نظر باز چھچھورا بھائی بائیک لیے انتہائی عامیانہ انداز سے کھڑا تھا۔ اسے آتا دیکھ کر ایک ادا سے مسکرایا۔ لائبہ کی جان جل گئی۔ کئی بار اس کے جی میں آیا کہ رابعہ سے اس کی شکایت کر دے لیکن پھر وہی سوچ آڑے آتی کہ وہ کیا سوچے گی اس کے بارے میں۔

''اچھا رابعہ میری بس آگئی' خدا حافظ۔'' وہ تیزی سے بس کی جانب چل دی۔

بہت دنوں بعد وہ شام کو لان میں آئی تھی کیونکہ اس نے ابھی ابھی شاہ میر کو باہر جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ بڑے خوشگوار موڈ میں وہ انتہائی ریلیکس انداز میں کین کی کرسی میں بیٹھ کر اپنی من پسند کتاب میں حسب معمول گم ہو گئی۔ شاہ میر جو اپنا موبائل ٹیبل پر بھول آیا تھا' لینے آیا تو اسے دیکھ کر چونک گیا۔ پیلے اور لائیٹ اورنج کے امتزاج کے سوٹ میں ڈھیلی سی بالوں کی چوٹی بنائے وہ کتاب پر جھکی ہوئی تھی۔ معاً کسی احساس کے تحت اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ساکت رہ گئی۔ شاہ میر بھی کچھ کنفیوژن کا شکار تھا۔

SkorpiO FriendsKorner

''کون ہو تم؟'' شاہ میر نے ذرا سختی سے پوچھا۔ وہ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''وہ...... وہ میں......'' اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا بولے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے سے پڑ گئے۔

''اوہو آئی سی۔'' اس نے ہونٹ سیٹی کے انداز میں بنائے۔ ''تو آپ مس لائبہ ہیں۔'' شاہ میر نے زور دے کر کہا۔

''جی...... جی' السلام علیکم۔'' لائبہ نے تھوک نگلتے ہوئے بمشکل سلام جھاڑا۔

''تو آپ یہاں ابھی تک موجود ہیں۔'' انتہائی غیر متوقع طور پر یہ الفاظ ابھرے۔ توہین واہانت کے احساس سے اس سے نگاہ اٹھانا دوبھر ہو گیا۔ اس کا جی چاہا کہ زمین پھٹ جائے اور وہ پیوند زمین ہو جائے۔

''دیکھیے شاہ میر صاحب......'' اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر اپنے آپ کو بولنے پر آمادہ کیا۔

"دراصل۔" اگلے لمحے وہ ششدر رہ گئی۔ شاہ میر نجانے کب جا چکا تھا۔ یکدم وہ کرسی پر ڈھے سی گئی اور لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔ اس کے ذہن کے پردے پر شاہ میر کا ماضی کا رویہ جھلملانے لگا اور ہاتھ بے اختیار ماتھے پر چلا گیا جہاں اب تک اس چوٹ کا نشان باقی تھا جو سیڑھیوں سے دھکا دے کر اسے لگی تھی۔

"ایک لڑکی بھیگی بھاگی سی سوتی راتوں میں جاگی سی۔" گنگناہٹ کی آواز نے یکدم لائبہ کی توجہ اپنی جانب مرکوز کرلی۔ اس نے چونک کر وال کلاک کی طرف دیکھا جہاں گھڑی دو بجا رہی تھی۔ یہ آواز بلاشبہ شاہ میر کی تھی۔ لائبہ پڑھائی چھوڑ چھاڑ کر یہ سوچنے لگی کہ وہ اس وقت گانا کیوں گا رہا ہے۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے کھڑکی کی جھری سے جھانکا تو بھونچکا رہ گئی۔ شاہ میر بہکتے لڑکھڑاتے قدموں سے نیند کی کیفیت میں اپنے کمرے کی جانب جا رہا تھا۔ اسے اس طرح لڑکھڑاتے دیکھ کر لائبہ انتہائی حواس باختہ ہوگئی۔ اگر وہ مغربی طرز زندگی گزارنے کا عادی ہے تو وہ یہاں خطرے میں ہے۔ مجھ سے تو وہ شدید نفرت کرتا ہے۔ میں کیا کروں میرے مولا؟ مجھے راستا بتا دے۔" وہ بے اختیار رونے لگی۔

صبح اس کی آنکھ کافی دیر سے کھلی۔ رات بھر رونے اور جاگنے کی وجہ سے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ اس نے سوچا شاہ میر اس وقت سو رہا ہوگا۔ جلدی سے چائے بنا کر لے آتی ہوں۔ جلدی جلدی منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور ہاتھوں سے بال درست کرتی ہوئی نیچے کچن میں آگئی۔ بوا اس وقت دعاؤں اور وظیفوں میں مصروف ہوتی تھیں ابھی چائے کا پانی رکھا تھا ہی کہ فون کی بیل گنگنا اٹھی۔ اس نے نظر انداز کردیا لیکن بیل مسلسل بج رہی تھی۔ ناچار انتہائی کوفت کے عالم میں اس نے فون اٹھایا۔

"ہیلو۔"

"کون ہو؟" انتہائی دلکش نسوانی آواز ابھری۔

"جی فرمائیے۔ کس سے بات کرنی ہے آپ کو؟" اس نے اس کا سوال نظر انداز کر کے پوچھا۔

"شاہ میر سے بات کرائیے۔"

"دیکھیے وہ ابھی اپنے روم سے باہر......" معاً کسی نے پیچھے سے ریسیور جھپٹ لیا۔ اس کے بالکل پیچھے شاہ میر کھڑا تھا۔ اگر وہ اس کی جانب پلٹتی تو ضرور ٹکرا جاتی۔

"کس سے پوچھ کر تم نے میرا فون ریسیو کیا؟" وہ سانپ کی مانند پھنکارا۔

"ہنی ڈارلنگ، میں بعد میں فون کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے فون کریڈل پر رکھا۔ لائبہ نے بھاگنا چاہا لیکن سامنے وہ دیوار بنا کھڑا تھا۔ انتہائی سختی سے اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب اس کا چہرہ کیا۔ اب براہ راست وہ اس کی گلابی گلابی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہا تھا۔

"بولو، جواب دو، گونگی ہو گیا؟ اسٹوپڈ گرل۔" وہ دہاڑا۔

"جی وہ میں، فون کی بیل سن کر......"

"شٹ اپ۔" وہ اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "آئندہ میرے معاملات میں......"

"دیکھیے مجھے کیا پتا تھا کہ آپ کا فون ہے۔" نجانے اتنی ہمت کہاں سے در آئی کہ لائبہ نے فوراً بول دیا اور اب کہہ کر پچھتا رہی تھی۔ اس نے اسے چند ثانیے دیکھا اور پھر ہنستا چلا گیا۔

لائبہ کی سمجھ میں اس کی بے موقع ہنسی نہیں آئی۔

"مس لائبہ حسن! یہ میرا گھر ہے، میرا فون ہے، یہ تو آپ کو پتا ہے؟" انتہائی طنزیہ اور زہر میں بجھے الفاظ تھے جس نے اس کی رگوں میں دوڑتے سرخ خون کو بھی نیلا کر دیا تھا۔ وہ زخمی پرندے کی مانند پھڑپھڑا کر رہ گئی۔ "اف میرے خدا اتنی ذلت سے بہتر تھا کہ مجھے موت ہی آجاتی۔" وہ آندھی طوفان کی مانند آیا اور چلا بھی گیا۔

"میں، میں یہاں سے چلی جاؤں گی اس جلاد کے ہاتھوں ذلت کی موت سے بہتر ہے کہ میں تایا کے پاس چلی جاؤں لیکن......" وہ پھر سے کمزور پڑ گئی۔ وہ دو تین بار تایا کے گھر گئی تھی لیکن ان کا رویہ بہت حقارت آمیز ہوتا تھا اور آخری مرتبہ تو تائی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ

SkorpiO FriendsKorner

اب وہ یہاں کا رخ نہ کرے کیونکہ بقول ان کے لائبہ ان کے لائق وفائق بیٹے (تائی کی نظر میں) کو رجھانے آتی ہے جو اس سے چھ مہینے چھوٹا بھی تھا۔ اس گھناؤنے الزام کو سن کر وہ بہت روئی تھی۔ اس دن کے بعد سے اس نے قسم کھائی تھی کہ اب یہاں کبھی نہیں آئے گی۔ اسے کوئی راستہ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

☆☆

"سنو لائبہ پلیز، میری بات سن لو۔" کالج کی چھٹی کے وقت جب وہ بس کا انتظار کر رہی تھی تو رابعہ کا نظر باز بھائی حارث اس کے قریب چلا آیا۔ آج رابعہ نے چھٹی کی تھی اور اس موقع کا اس کے بھائی نے بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔ لائبہ حارث کو مخاطب ہوتے دیکھ کر اندر سے بری طرح ڈر گئی لیکن باہر سے مضبوط بننے کی کوشش کرتی رہی۔

"مسٹر حارث! آپ کو ہمت کیسے ہوئی مجھ سے مخاطب ہونے کی۔" اس نے ڈپٹ کر کہا۔

"میرے دل نے، میرے پیار، تمہارے معصوم حسن نے مجھ میں،"

"شٹ اپ۔" اس قسم کی عامیانہ باتیں سن کر اس کا دماغ سنسنا اٹھا۔

"دیکھو لائبہ......"

اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، فوراً قریب سے گزرتے ہوئے رکشہ کو دیکھ کر روکا اور فوراً بیٹھ گئی۔ حارث ہاتھ ملتا رہ گیا۔

لائبہ کی بہت بری حالت تھی۔ اسے حارث سے ڈر لگنے لگا تھا۔ پچھلے ایک سال سے وہ صرف اس کو گھورتا تھا اور مسکرایا کرتا تھا لیکن آج اس کی اتنی ہمت ہو گئی کہ اس نے اسے مخاطب بھی کر لیا۔ اس نے سوچا کہ بوا کو بتا دے لیکن خود ہی ارادہ ترک کر دیا وہ پریشان ہونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ پھر یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ اب تو امتحان ہونے والے ہیں۔ کالج ختم ہو جائے گا تو اس سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔

موسم رات سے ہی ابر آلود تھا لیکن صبح کو ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو گئی تھی۔ لائبہ کا آج پیپر تھا۔ اسے بہر صورت سینٹر جانا تھا۔ بوا ہول رہی تھیں کہ بارش ہو جائے گی تو کیسے آئے گی۔ لائبہ بوا کو تسلی دے رہی تھی لیکن خود اندر ہی اندر پریشان ہو رہی تھی کہ اگر واقعی بارش ہو گئی تو پھر کیا ہو گا اور تو اور رابعہ کا سینٹر بھی کسی دوسرے کالج میں پڑا تھا۔

اور بالآخر وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔ واپسی میں تیز بارش شروع ہو گئی اور اب اسٹاپ پر کھڑی وہ انتہائی حواس باختہ ہو رہی تھی اور اس وقت اس کی گھبراہٹ دو چند ہو گئی جب حارث گاڑی لے کر اس کے بالکل قریب آ گیا۔

"آؤ لائبہ، تمہیں گھر چھوڑ دوں، مجھے رابعہ کو بھی لینا ہے۔" حارث نے یہ جملہ اس کی تسلی کے لیے بولا تاکہ وہ گاڑی میں بیٹھ جائے حالانکہ رابعہ ڈرائیور کے ساتھ گئی تھی۔

"پلیز، مجھے پریشان مت کریں۔" وہ رو دینے کو تھی۔ اسٹاپ پر کھڑے اکا دکا لوگ ان دونوں کو ہی دیکھ رہے تھے۔

ٹینا کے ساتھ گاڑی میں بیٹھے شاہ میر کی نظر اچانک لائبہ پر پڑی جو خوفزدہ ہرنی لگ رہی تھی اور گیلے کپڑے بار بار بدن سے ہٹا رہی تھی۔ وائٹ مرگلا میں بیٹھے کسی شخص سے کچھ کہہ رہی تھی۔ شاہ میر کو نہ چاہتے ہوئے تجسس ہوا کہ وہ کس سے بات کر رہی ہے۔ کچھ سوچ کر شاہ میر نے بھی لائبہ کے قریب گاڑی روک دی۔ ٹینا نے نہ سمجھتے ہوئے اسے دیکھا۔ شاہ میر نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ لائبہ نے اچھل کر پیچھے دیکھا تو بلیک گاڑی اور اس میں بیٹھے شاہ میر کو دیکھ کر اسے ہزار واٹ کا کرنٹ لگا۔ "میری قسمت اتنی خراب کیوں ہے" لائبہ نے بے اختیار آسمان کی طرف دیکھا۔ حارث نے شاہ میر کی بارعب شخصیت کو دیکھا تو موقع کی نزاکت جان کر فوراً یہ جا وہ جا۔ اسے جاتا دیکھ کر لائبہ کی رکی رکی سانسیں بحال ہوئیں۔

SkorpiO FriendsKorner

''میں...... میں چلی جاؤں گی۔'' یہ کہتے کہتے جونہی اس نے شاہ میر کے ساتھ بیٹھی لڑکی کی جانب نگاہ کی تو شرم سے پانی پانی ہوگئی۔ اسکن ٹائٹ ٹی شرٹ اور ریڈ پینٹ پہنے اوپر سے اتنا بڑا گلا جس میں اندرونی خدوخال بخوبی نظر آرہے تھے۔

''بیٹھو گاڑی میں۔'' اب کی بار وہ تحکمانہ لہجے میں بولا۔ ناچار موسم اور اپنی حالت اور شاہ میر کے خوف سے وہ بیک ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔ ہیٹر کی گرماہٹ سے اسے سکون سا ہوا۔ شاہ میر اس لڑکی سے باتوں میں محو ہو کر اس کو بالکل فراموش کرچکا تھا۔ اس نے باہر دیکھنا شروع کردیا۔ تھوڑی دیر بعد غیر ارادی طور پر اس کی نگاہ سامنے پڑی تو گنگ سی بیٹھی رہ گئی۔ وہ لڑکی شاہ میر کے کندھے سے چپکی ہوئی تھی۔ لائبہ کو آج اندازہ ہورہا تھا کہ شرم سے گڑ جانے کا اصل مفہوم کیا ہے۔ اس کا دل چاہا کہ وہ کسی بھی طرح سے اس گاڑی سے غائب ہوجائے۔ ایسا قابل اعتراض سین وہ بھی بالکل سامنے دیکھنا بہت مشکل تجربہ تھا۔ موصوفہ بالکل چپک کر بیٹھی ہوئی تھیں لائبہ نے پورا دھیان باہر کی طرف لگا دیا۔ لائبہ یہ نہیں دیکھ سکی کہ بیک مرر سے شاہ میر اس کی حرکات وسکنات کو نوٹ کررہا تھا۔ جس کے ماتھے پر باوجود سردی کے پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہوگئے تھے۔ جس کو اس نے اپنی ہتھیلی سے صاف کیا تھا۔

☆☆

''ہیلو ماموں! میں ٹھیک ہوں۔ انشاءاللہ جلدی آؤں گا۔ بس ابھی کچھ کام اور باقی ہے۔'' شاہ میر لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ جب موبائل پر اس کے ماموں کا فون آیا۔ ''جی اس گھر کا بھی بندوبست کرکے آؤں گا۔'' لائبہ جو شاہ میر کی موجودگی میں کمرے سے نکلتی نہیں تھی لیکن آج مجبوری میں باہر آئی تھی کیونکہ بوا کو کچھ دنوں سے کھانسی ہورہی تھی اور وہ انہیں دوائی کھلانے آئی تھی۔ بوا دوائی کھانے کے معاملے میں بہت لاپروا تھیں اور لائبہ کو ہزاروں منتیں کرکے انہیں دوا کھلانی پڑتی تھی۔ بوا کی طرف جاتے ہوئے گھر کے نام پر اس کے قدم ٹھٹک گئے۔ ''تو کیا شاہ میر یہ گھر بیچ دے گا؟'' لائبہ انتہائی پریشان ہوگئی۔ ''مجھے جلد سے جلد جاب تلاش کرلینی چاہیے تاکہ جب یہ ہمیں گھر سے نکالے تو ہم دونوں کو کوئی چھت تو میسر آجائے۔'' لائبہ سوچتی چلی گئی۔

''بوا! میں اس کو جتنا آسان سمجھ رہی تھی وہ تو بہت مشکل ہے۔'' لان کی طرف شاہ میر کے قدم رک سے گئے۔ لائبہ بوا سے نجانے کس کام کا ذکر کررہی تھی۔

''لیکن بوا مجھے یہ کام ضرور کرنا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔''

''بیٹا میں تو کہتی ہوں کہ تم یہ سب چھوڑ واور......''

''کیسے چھوڑ دوں بوا' جب وہ اس گھر کو بیچ......'' باقی کے الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے۔ سامنے شاہ میر کھڑا تھا جس کے چہرے پر بہت عجیب سا تناؤ تھا۔ وہ چپ رہ گئی۔ شاہ میر تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔ ''تو لائبہ حسن تمہارے متعلق جو سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا۔'' شاہ میر کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتا ہوا سوچے جارہا تھا۔

☆☆

''رابعہ پلیز' سمجھنے کی کوشش......''

''نہیں' مجھے کچھ نہیں سننا۔ تم میری شادی میں اگر نہیں آئیں تو میں تم سے کبھی بات نہیں کروں گی۔''

''پلیز رابعہ ناراض مت ہو۔'' آج رابعہ اسے اپنی شادی کا کارڈ دینے آئی تھی لیکن لائبہ آنے سے مسلسل انکار کررہی تھی۔

''دیکھو ڈرائیور تمہیں چھوڑ بھی دے گا اور لے بھی آئے گا۔ بس اب تمہارے پاس کوئی بہانہ نہیں ہے۔ او کے۔'' اس نے لائبہ کے تمام بہانے مسترد کردیئے۔ لائبہ صرف حارث کی وجہ سے شادی میں آنے سے انکار کررہی تھی۔

''بوا! یہ آپ کی ذمے داری ہے کہ آپ اسے شادی میں ضرور بھیجیں گی۔'' رابعہ نے بوا کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسے ہاں کرتے ہی بن پڑی۔

SkorpiO
FriendsKorner

رابعہ کی شادی میں جانے کے لیے وہ نک سک سے تیار ہوئی۔ اتنے عرصے بعد وہ کسی کی شادی میں جا رہی تھی اور شادی اس کی اکلوتی اور پیاری سہیلی کی تھی۔ آف وائٹ شیفون کے سوٹ میں چھوٹے چھوٹے گولڈن اور سلور ستارے اور موتی کا نفیس سا کام تھا، ہاتھوں اور کانوں میں اس نے بیلے کے گجرے پہنے ہوئے تھے۔ البتہ بالوں کی ڈھیلی ڈھالی چوٹی باندھ لی تھی ہلکے پنک کلر کے میک اپ میں، اونچی ہیل والی سینڈل میں وہ بہت منفرد اور خوب صورت لگ رہی تھی۔ آئینے میں جب اس نے اپنے آپ کو دیکھا تو خود ہی حیران رہ گئی۔ بوا نے بھی اس کی خوب بلائیں لیں۔ ڈرائیور نے ہارن دیا تو وہ خدا حافظ کہتی ہوئی رابعہ کا تحفہ اٹھا کر چلی گئی۔

شادی ہال میں رنگ و بو کا سیلاب امڈ رہا تھا۔ وہ راستہ بناتی ہوئی برائیڈل روم کی جانب چلی گئی۔ رابعہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس نے گلے لگا کر اسے مبارک باد دی اور تحفہ پکڑایا جسے اس نے تھینک یو کہہ کر لے لیا۔ رابعہ نے بھی آج اس کی بہت تعریف کی۔ وہ شرما سی گئی۔ اچانک نکاح کا شور اٹھا تو کمرے میں اس کے گھر والے اور لوگ بھی آ گئے تو وہ اٹھ کر باہر آ گئی اور نسبتاً خالی گوشے میں بیٹھ گئی۔ حارث کسی کو ہدایت دیتا ہوا آ رہا تھا، لائبہ کو دیکھا تو ساکت رہ گیا۔ اتنا بھرپور حسن اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حارث کی بہت سی لڑکیوں سے دوستی تھی۔ لیکن لائبہ کی طرح کوئی خوب صورت اور معصوم نہیں تھی۔

"اوہ لائبہ، شکر ہے تم آ گئیں۔" لائبہ نے چونک کر سر اٹھایا حارث کو وارفتگی سے اپنی جانب تکتے دیکھ کر وہ ڈر گئی۔ اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک تھی جیسے شکاری کسی شکار کو دیکھ لے۔

"حارث، یہاں آؤ۔" کسی نے اسے آواز دی تو وہ برے منہ سے "ابھی آتا ہوں" کہتا ہوا پلٹا پھر یکدم مڑ کر بولا۔ "آج تم سے بہت سی باتیں ہوں گی۔" وہ ذو معنی لہجے میں کہتا ہوا چلا گیا۔ لائبہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا۔ وہ حارث کے تیور دیکھ کر سخت متوحش ہو گئی۔ نکاح ہو چکا تھا۔ وہ رابعہ کے پاس آئی جہاں عورتوں اور بچوں کا جمگھٹا لگا ہوا تھا۔ بڑی مشکل سے اس نے رابعہ کو متوجہ کیا۔

"پلیز رابی، مجھے گھر چھڑوا دو، میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" رابعہ بھی لائبہ کی شکل دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

"کیا ہوا لائبہ؟"

"بس ذرا تھکن ہو رہی ہے۔ بوا بھی اکیلی ہوں گی۔ کبھی اکیلا چھوڑا نہیں ہے میں نے، مجھے پریشانی ہو رہی ہے، تم پلیز ڈرائیور سے کہہ دو کہ مجھے چھوڑ آئے۔"

"اوئے۔ سونی جاؤ ماما سے کہو کہ دین محمد سے کہہ کر لائبہ کو اس کے گھر چھڑوا دیں۔" اس نے کسی بچی سے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بچی لائبہ کے لیے موت کا فرمان لے کر آئی کہ حارث بھائی کہہ رہے ہیں کہ دین محمد کام سے گیا ہے میں لائبہ کو چھوڑ دوں گا۔ لائبہ سن سی رہ گئی پھر بڑی دقتوں سے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا۔

"نہیں رابعہ میں گھر پر فون کر کے اپنے کزن سے کہہ دیتی ہوں۔ وہ مجھے لینے آ جائیں گے۔ کیا میں تمہارا موبائل استعمال......"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔" رابعہ نے فوراً موبائل اسے تھما دیا۔

شاہ میر انتہائی عجلت میں نکل رہا تھا۔ جب لاؤنج کا فون بج اٹھا۔ وہ کوفت زدہ ہو گیا۔ انتہائی بے زاری سے ہیلو کہا۔

"ہیلو، میں لائبہ بات کر رہی ہوں۔" ماؤتھ پیس سے لائبہ کی گھبرائی ہوئی آواز ابھری۔

لائبہ اس وقت کہاں سے بات کر رہی تھی۔ شاہ میر نے گھڑی دیکھی جو گیارہ بجا رہی تھی۔

"بولیے کیا کہنا ہے؟" شاہ میر نے انتہائی روکھے لہجے میں کہا۔ لائبہ کی ہمت جواب دینے لگی لیکن وہ اپنی عزت کی بقا کے لیے ایک بار پھر ڈھیٹ بن گئی۔

"سنیے میں اپنی دوست کی شادی میں آئی ہوں اب آنے کا پرابلم ہو رہا ہے۔ پلیز بوا سے کہیے کہ مجھے لینے

SkorpiO FriendsKorner

آجائیں۔'' وہ انتہائی لجاجت سے گویا ہوئی۔

''بوا لینے آجائیں؟'' شاہ میر حیران سا ہوا۔ ''بوا تو سبزی لینے تک باہر نہیں جاتیں آپ کو کیسے لینے آئیں گی؟''

''جی' وہ مجبوری ہے۔'' لائبہ بے چارگی سے بولی۔

''اچھا ایڈریس بتایئے۔'' اس نے جلدی جلدی ایڈریس بتایا۔ ''میں آرہا ہوں۔'' کہہ کر اس نے فون رکھ دیا۔

لائبہ' رابعہ کو خدا حافظ کہہ کر باہر آئی اور انتہائی محتاط انداز میں نظروں کو دوڑایا۔ حارث کسی ویٹر کے ساتھ مصروف تھا۔ وہ بہت احتیاط سے باہر کی جانب چل دی کہ حارث کی نظر اس پر نہ پڑے۔ دل میں قرآنی آیات کا ورد کرتی ہوئی وہ باہر تک آگئی اور انتہائی بے چینی سے شاہ میر کا انتظار کرنے لگی۔ اچانک اس کے دل نے سوال کیا۔ ''میں شاہ میر پر کیسے بھروسہ کررہی ہوں؟'' نہیں شاہ میر حارث جیسا نہیں ہے میں اس کے گھر اتنے دن سے ہوں لیکن اس نے حارث جیسی گھٹیا حرکتیں......''

''مجھ سے چھپ کر یہاں آگئی ہو۔'' حارث کی آواز پر وہ اچھل پڑی۔ ''دیکھو لائبہ' میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں میں واقعی......''

تیز ہارن کی آواز پر دونوں نے چونک کر دیکھا اور شاہ میر کو بیٹھے دیکھ کر اس نے سرپٹ دوڑ لگا دی۔ شاہ میر انتہائی عجیب نظروں سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ لائبہ فوراً فرنٹ ڈور کھول کر بیٹھ گئی۔ حارث' شاہ میر کے اس طرح گھورنے سے فوراً اندر چلا گیا۔ حارث کو غائب ہوتے دیکھ کر لائبہ کی جان میں جان آئی۔ اسے لگا کہ وہ اب بالکل محفوظ ہے۔ یکدم کچھ یاد آنے پر اس نے شاہ میر کی طرف دیکھا تو خفیف سی ہوگئی۔

''آئی ایم سوری شاہ میر صاحب آپ کو زحمت......''

''اپنے حسن کی نمائش کرنے کا بہت شوق ہے۔'' انتہائی سرد لہجے میں الفاظ ادا ہوئے۔

''جی؟'' لائبہ کا منہ کھلا رہ گیا۔ آنکھیں پوری طرح پھٹ گئیں۔ اس وقت وہ واقعی قاتل لگ رہی تھی۔ شاہ میر کو نجانے کیوں غصہ آرہا تھا۔ پھر کچھ کہے بنا وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔ لائبہ کے وجود میں نامعلوم سی تھکن اترتی چلی گئی۔

''کیا وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے یا محض تفریح کررہا ہے؟'' شاہ میر کے منہ سے انتہائی غیر متوقع الفاظ سن کر وہ چکرا سی گئی۔

''پلیز شاہ میر صاحب' مجھ سے اس قسم کی باتیں مت کیجیے۔'' وہ انتہائی عاجزی سے بولی۔ اس وقت اس کے چہرے پر اتنی بے بسی اور کرب تھا کہ شاہ میر کچھ اور کہتے کہتے رک گیا۔

''شاہ میر صاحب! میں ایسے انسان سے شادی کرنا تو دور کی بات اس پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتی۔'' لائبہ آہستگی سے بولی۔

''لیکن وہ تو کافی پیسے والا ہے۔'' شاہ میر نے نجانے یہ کیوں کہا۔

''نہیں شاہ میر صاحب صرف پیسہ سب کچھ نہیں ہوتا بلکہ میں شرافت کو ہمیشہ اولیت دیتی ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ اس وقت آپ نے میری بہت بڑی مدد کی ہے۔ میں یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔'' گیٹ پر اترتے ہوئی وہ فوراً اندر چلی گئی۔ شاہ میر اس کے اتنے سنجیدہ لہجے سے الجھ سا گیا۔

☆☆

''کہیں کچھ گڑبڑ ضرور ہے جو میری آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔'' شاہ میر مستقل سوچے جارہا تھا۔ لائبہ کے مبہم الفاظ جو اسے باور کرا رہے تھے۔ وہ اس کے لیے غیر یقینی تھا۔ کیا تو وہ اپنا کام ہوجانے کو بے تاب تھی اور کیا اب اس کے ہاتھ میں کوئی سرا نہیں آرہا تھا۔ آخرکار وہ تھک کر بیڈ پر ڈھے گیا اور آنکھیں موندھ لیں' پھر یکدم اپنے بیڈ پر سے اس طرح اچھل کر اٹھا جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا۔

''واٹ نان سینس۔'' اس نے اپنے آپ سے کہا۔ ایک بار پھر اپنی آنکھیں موندیں تو گھبرا کر کھول لیں۔ ''اوکے

SkorpiO FriendsKorner

شاہ میر ریلیکس ہو، وہ اپنے آپ سے کہتا ہوا فرج کی طرف گیا اور دو گلاس پانی پی کر ریلیکس ہو کر دوبارہ بستر پر آلیٹا اور بڑے اطمینان سے دوبارہ آنکھیں موندھ لیں۔

"واٹ از دس!" وہ اچانک چیخ پڑا۔ نجانے آنکھ بند کرتے ہی لائبہ کا جھلملاتا سراپا کیوں نظر آرہا تھا۔ شاہ میر نے اپنے بزنس کی باتیں سوچنا شروع کر دیں اور سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔

تقریباً دن کے بارہ بجے اس کی آنکھ کھلی۔ وہ یونہی کسلمندی سے بستر پر پڑا رہا۔ معاً اس کا موبائل گنگنا اٹھا۔ اس کے اسسٹنٹ کا فون تھا۔ "اوکے امتیاز میں ایک گھنٹے میں آتا ہوں۔" وہ تیار ہو کر نیچے آیا تو بوا سبزی کاٹ رہی تھیں۔ غیر ارادی طور پر اس کی نگاہیں لائبہ کو ڈھونڈنے لگیں اور بے ساختہ وہ بوا سے پوچھ بیٹھا۔

"بوا! یہ لائبہ کہاں ہے۔" بوا تو جیسے بھری بیٹھی تھیں۔

"ارے کیا بتاؤں بیٹا' میری تو کوئی بات نہیں سنتی یہ لڑکی' اتنا منع کیا کہ اپنی ضد چھوڑ دے لیکن نہیں' وہ تو سر دھڑ کی بازی لگا رہی ہے۔ اسے حاصل کرنے میں۔" شاہ میر کے کان یکدم کھڑے ہوگئے۔

"کس چیز کو حاصل کرنے میں؟" اس نے اپنا لہجہ سرسری بنا کر کہا۔

"ارے بھئی نوکری حاصل کرنے کا بھوت سوار ہے۔"

"نوکری؟" شاہ میر بھونچکا رہ گیا۔ "یہ کیا کہہ رہی ہو بوا اور اس دن لان میں۔ تو۔" وہ انتہائی الجھن کا شکار ہوگیا۔

"بیٹا شاہ میر کیا تم یہ گھر بیچ رہے ہو؟" شاہ میر کو نرمی سے بات کرتے دیکھ کر بوا کو ہمت ہوئی تو پوچھ بیٹھیں۔

"گھر؟ نہیں لیکن آپ سے کس نے کہا؟" اس نے متعجب ہو کر استفسار کیا۔

"بیٹا! وہ لائبہ کہہ رہی تھی کہ تم اپنے ماموں سے کہہ رہے تھے۔" انہوں نے ہچکچاتے ہوئے اسے پوری بات بتا دی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ گھر بکنے سے پہلے نوکری مل جائے تاکہ سر چھپانے کا آسرا تو ہو۔ شاہ میر یہ بات سن کر گم صم سا ہوگیا پھر کچھ سوچ کر فون کرنے لگا۔

شاہ میر کا رویہ اگرچہ لائبہ کے ساتھ اتنا اچھا نہیں تھا تو اتنا برا بھی نہیں تھا۔ اب جہاں وہ لائبہ کو دیکھتا تو خاموشی سے نظر انداز کر کے اسے گزر جاتا۔ اب پہلے کی طرح وہ طنز و تحقیر کے ڈونگرے نہ برساتا تھا۔ لائبہ نے بھی سکون کا سانس لیا تھا۔

آج صبح سے بوا کو تیز بخار تھا۔ ڈاکٹر دوائیاں دے کر چلا گیا تھا لیکن رات کو بخار کی شدت میں اضافہ ہوگیا تو لائبہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے چونکہ دوپہر سے بارش بھی تیز ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے ٹیلی فون بھی ڈیڈ پڑا تھا۔ شاہ میر بھی گھر نہیں آیا تھا وہ بے قراری جلے پاؤں کی بلی کی طرح کبھی ٹیرس میں آکر بارش کی شدت کو دیکھتی تو کبھی بوا کا بخار چیک کرتی۔ اسلام آباد میں یہی مسئلہ تھا آئے دن بارش ہوتی رہتی تھی۔ اس نے سوچا کہ برابر والے بھٹی صاحب کو بلا لائے شاید وہ بوا کو ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ یہی سوچتے ہوئے وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ شاہ میر آتا دکھائی دیا۔ وہ یکدم اس کی جانب لپکی لیکن پھر اس کے ذہن میں وہی پرانا بچپن کا واقعہ تازہ ہوگیا۔ جب شاہ میر نے انتہائی نفرت سے اسے سیڑھیوں پر سے دھکیلا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ یہی سوچ کر وہ انتہائی خوفزدہ ہو کر پلٹی لیکن اس کا دل یکدم اچھل کر حلق میں آگیا۔ اس کا بازو شاہ میر کے مضبوط ہاتھ کے شکنجے میں قید تھا۔ شاہ میر اس کے بالکل قریب آکر رک گیا۔ لائبہ کا سانس گھٹنے لگا۔

"تم مجھ سے اتنی خوفزدہ کیوں رہتی ہو؟" وہ سرگوشیانہ لہجے میں بولا۔ اس دن تو شاہ میر اپنے ہوش و حواس میں تھا لیکن آج یہ سوچ کر اس سے سانس لینا تک دشوار ہو رہا تھا۔ پہلے نفرت میں آکر اس کو سیڑھیوں سے گرایا تھا اور اب نفرت میں آکر۔ لائبہ سوکھے پتے کی مانند کانپنے لگی۔

"پلیز شاہ...... شاہ میر...... مجھے چھوڑ دو۔" لائبہ گھگھیا کر بولی۔ شاہ میر چند ثانیے اس کے اڑے اڑے بدحواس چہرے کو دیکھتا رہا پھر یکدم اسے چھوڑ کر اندر چلا

SkorpiO FriendsKorner

گیا۔ لائبہ اس کے اس اقدام پر حیران سی ہوگئی اور تھوڑی مطمئن بھی۔ یکا یک اس کا ذہن بوا کی طرف چلا گیا۔ وہ اس کے پیچھے آئی۔

"سنیے۔" شاہ میر کے قدم رک گئے۔

"وہ بوا کی طبیعت بہت خراب ہے اور ٹیلی فون بھی ڈیڈ پڑا ہے ڈاکٹر......"

"اوہو ان کی طبیعت خراب ہے۔" وہ یکدم پریشان ہوگیا۔ لائبہ شاہ میر کا ردعمل دیکھ کر تھوڑا حیران ہوئی۔ وہ موبائل پر کسی ڈاکٹر کو فوراً آنے کی تاکید کر رہا تھا۔ پھر سوئچ آف کر کے لائبہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"ڈاکٹر وقاص آ رہے ہیں۔ میں کپڑے چینج کر کے آتا ہوں۔" وہ تیزی سے کہہ کر مڑ گیا۔ لائبہ بھی اچھی خاصی بھیگ گئی تھی۔ کپڑے بدل کر بوا کے سرہانے جا بیٹھی۔ تھوڑی دیر بعد اسے چھینکیں آنے لگیں۔ ڈاکٹر وقاص کے ساتھ شاہ میر کمرے میں داخل ہوا۔ ڈاکٹر وقاص نے مکمل چیک اپ کرنے کے بعد نمونیہ کا اٹیک بتایا۔ اس تمام وقت میں لائبہ کو مسلسل چھینکیں آتی رہیں۔

"ڈاکٹر انہیں بھی کوئی دوا دیں لگتا ہے یہ بھی بیمار ہونے کی تیاری کر رہی ہیں۔" شاہ میر کے نرم لہجے اور اپنے لیے اس کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔ ڈاکٹر وقاص ہنس دیئے۔ "یہ دو گولیاں آپ ایک ساتھ لے لیں۔ انشاء اللہ آرام آ جائے گا۔" انہوں نے کسی دوائی کا پتا اس کی طرف بڑھایا جسے اس نے سوں سوں کرتے ہوئے تھاما۔ نظر اٹھا کر شاہ میر کی جانب دیکھا تو اسے انتہائی دلچسپی سے اپنی جانب دیکھتا ہوا پایا۔ اس نے سٹپٹا کر نگاہیں نیچی کر لیں۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد شاہ میر دوبارہ کمرے میں آ گیا اور بوا کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ لائبہ کو سخت الجھن ہونے لگی۔ "یہ اپنے کمرے میں کیوں نہیں جاتے۔" لائبہ دل میں بولی۔ آہستہ آہستہ اس کا خوف اسے پھر لپیٹنے لگا تھا۔

"آپ اپنے کمرے میں چلے جائیں۔ میں بوا کے پاس بیٹھی ہوں۔" آخر کار وہ کہہ گئی۔ شاہ میر نے قدرے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ اسے کچھ کھویا کھویا سا لگا۔

"تم بھی مطمئن ہو کر سو جاؤ بوا ٹھیک ہیں۔ اب صبح ہی اٹھیں گی۔" وہ نرمی سے کہتا ہوا اٹھا۔ لائبہ کے اوپر حیرت و استعجاب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ "یہ شاہ میر کو ہوا کیا؟" وہ سوچ کر رہ گئی۔

تقریباً ایک ہفتے بعد بوا کافی بہتر ہو گئیں لیکن لائبہ نے اس بات کو بالآخر تسلیم کر لیا کہ شاہ میر نے کسی بھی موقع پر اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اس کی شرافت کی دل ہی دل میں قائل ہو گئی۔

اس دن وہی موصوفہ دندناتی ہوئی چلی آئیں۔ کپڑوں کا بھی وہی حال تھا جو اس دن تھا بے چارے اپنی بے قدری پر آنسو بہا رہے تھے۔ لائبہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اسی دم شاہ میر سیڑھیوں سے نیچے اترا۔

"اوہ ہیلو شاہ میر۔" وہ ایک ادا سے اس کی جانب بڑھی۔ شاہ میر اسے اچانک دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"ٹینا تم۔"

"کیا مصروف ہو آج کل' نہ فون پر بات کرتے ہو نہ ملتے ہو۔ میں نے سوچا تم سے خود مل آؤں۔" وہ کافی بے تکلفی سے اس کا بازو پکڑے کہہ رہی تھی۔ شاہ میر نے بے ساختہ لائبہ کی جانب دیکھا۔ وہ بھی اسی جانب دیکھ رہی تھی۔ نظروں کا تصادم اچانک ہوا تھا۔ لائبہ نے ہڑبڑا کر نگاہوں کا رخ ٹی وی کی جانب کر لیا۔ دل نجانے کیوں زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"چلو باہر چلتے ہیں۔" شاہ میر اسے لے کر باہر چلا گیا۔ لائبہ نے رکی ہوئی سانس بحال کی۔ یکدم اسے اپنا وجود خالی خالی سا لگنے لگا۔ ڈھیروں اداسی اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ "وہ کیوں چلا گیا؟" دل کے اس سوال سے وہ بری طرح چونک گئی۔ "چلا گیا تو چلا گیا' میری بلا سے' بھاڑ میں جائے۔" اس نے اپنے آپ کو سرزنش کی۔ پھر پوری توجہ ٹی وی کی جانب لگا دی لیکن کہیں کچھ چبھن سی تھی۔

رات کے دوسرے پہر اسے سخت پیاس محسوس

SkorpiO
FriendsKorner

ہوئی۔ وہ پانی پینے لاؤنج میں آئی تو وہاں کا منظر دیکھ کر اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ شاہ میر لاؤنج کے کارپٹ پر اوندھا لیٹا تھا۔ اسے یکدم بے تحاشا غصہ آ گیا۔ پانی پی کر آئی تو وہ ہنوز یونہی پڑا تھا۔ وہ اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔ نجانے کسی خیال کے تحت وہ رک گئی۔ اس نے ایک بار پھر پلٹ کر اسے دیکھا' یکدم اس کی نگاہ زمین پر پڑے گلدان کی طرف گئی۔ یہ تو ٹیبل پر تھا۔ کچھ سوچ کر وہ تیر کی تیزی سے اس کے قریب آئی اور اسے کندھوں سے پکڑ کر سیدھا کیا تو اس کی حالت دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ شاہ میر کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا جو اس کی شرٹ کی آستینوں اور گریبان میں جذب ہو رہا تھا اور جسم بھٹی کی مانند جل رہا تھا۔

"اوہ میرے خدا! اب کیا کروں؟" اس افتاد پر وہ بری طرح سے گھبرا گئی۔ بوا کو اٹھانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ ان کی نیند بہت پکی ہوتی تھی۔ وہ جلدی سے وہیں فرسٹ ایڈ باکس لے آئی اور ڈیٹول سے زخم صاف کر کے پٹی باندھ دی۔ شکر تھا کہ زخم اتنا گہرا نہیں تھا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں اس کے ماتھے پر رکھیں۔ تھوڑی دیر بعد شاہ میر ذرا سا کسمسایا۔ لائبہ کی اب جان میں جان آئی۔ اسے اٹھانے کے لیے وہ آہستہ آہستہ اسے آوازیں دینے لگی۔ شاہ میر نے بڑی دقتوں سے آنکھیں کھولی تو لائبہ کو اپنی جانب جھکا ہوا پایا۔ جس کی شکل سے پریشانی ہویدا تھی۔

"اب کیسی طبیعت ہے؟" اسے آنکھیں کھولتا دیکھ کر لائبہ نے فوراً پوچھا۔ وہ ایک ٹک اسے دیکھتا چلا گیا۔ لائبہ سمجھی کہ ابھی تک بے ہوشی کے زیر اثر ہے۔

"چلیے پلیز اپنے روم میں چلیے۔" وہ اسے سہارا دے کر اٹھانے کی تگ و دو کرنے لگی۔ کیا وہ دھان پان سی لڑکی اور کیا فولادی جسم۔ وہ اسے ایک انچ بھی نہ ہلا سکی۔ شاہ میر خود کوشش کر کے اٹھا۔ لائبہ نے اسے بھرپور سہارا دے کر بیڈ تک پہنچایا۔ اس تمام وقت میں وہ بے حال ہو گئی۔ بیڈ پر لیٹا کر اس پر کمبل ڈالا۔ تب شاہ میر گویا ہوا۔

"تم جانتی ہو کہ میں کیسا آدمی ہوں' پھر بھی تم اتنی رات کو میرے کمرے میں آ کر میری سیوا کر رہی ہو؟" لائبہ مسکرا کر بولی۔ "کیونکہ میں جانتی ہوں کہ آپ اس وقت کمزور اور بے بس ہیں۔" شاہ میر اس کی بچکانہ بات پر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس جیسے شخص کے لیے کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ وہ اس پھول جیسی لڑکی کو ایک لمحے میں زیر کر سکتا تھا۔

"صبح ہونے میں دو گھنٹے باقی ہیں۔ میں صبح ہی ڈاکٹر......" کہتے کہتے لائبہ نے اس کی جانب دیکھا تو زبان تالو سے چپک سی گئی۔ شاہ میر اسے ایک ٹک دیکھے جا رہا تھا لیکن ان آنکھوں میں ہوس و بھوک نہیں تھی بلکہ ایک احترام تھا۔ ایک انوکھا سا احساس تھا جسے وہ اچھی طرح نہیں سمجھ سکی۔

"میں چلتی ہوں۔" وہ فوراً کمرے سے نکل گئی پھر وہ سو نہ سکی۔ شاہ میر کی آنکھیں اسے بار بار ڈسٹرب کر رہی تھی۔

صبح ڈاکٹر نے شاہ میر کو آ کر چیک کر لیا۔ اب وہ پرسکون نیند سو رہا تھا۔ لائبہ کو بے سکون کر کے' ایک عجیب سی بے چینی و بے قراری اس کی نس نس میں اتر رہی تھی' جسے وہ کوئی نام نہیں دے پا رہی تھی۔ دو دن بعد شاہ میر بھلا چنگا ہو گیا لیکن لائبہ پر وہی کیفیت طاری رہی۔

☆☆

"بوا! پرسوں رات کی فلائٹ سے میں آسٹریلیا واپس جا رہا ہوں۔" لائبہ جو لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی' یکدم ساکت سی ہو گئی۔ دل کا اضطراب مزید بڑھ گیا۔

"لیکن کیوں؟ مجھے تو خوش ہونا چاہیے وہ جا رہا ہے میں یہی تو چاہتی تھی لیکن۔"

"اور یہ گھر کے کاغذات ہیں' یہ گھر لائبہ کے نام ہے۔" شاہ میر کی آخری بات پر وہ بھونچکا رہ گئی۔ انتہائی الجھی نگاہوں سے شاہ میر کو دیکھنے لگی۔ شاہ میر اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

"یہ گھر میں نے آپ کے نام کر دیا ہے کیونکہ اس گھر

SkorpiO FriendsKorner

پر آپ کا حق ہے۔"
"لیکن یہ میں کیسے لے سکتی ہوں۔" بڑی دقتوں کے
بعد وہ گویا ہوئی۔ بوا بھی بہت حیران تھیں۔
"لائبہ! اس بات کا احساس مجھے کافی دیر میں ہوا کہ میں نے آپ دونوں کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ ثمن مام کا میں گناہ گار ہوں لیکن میں کیا کرتا' میرے ماموں اور خالہ نے ثمن مام اور آپ کے خلاف میرے کچے اور کم عمر دماغ میں جو زہر انڈیلا تھا وہ بہت طاقت ور تھا۔" بوا خاموشی سے اٹھ گئیں۔ کیونکہ یہ لائبہ اور شاہ میر کا ذاتی معاملہ تھا۔

"مجھے آپ سے انتہائی نفرت ہونے لگی' میرے ماموں نے کہا کہ آپ پاپا کی محبت مجھ سے چھین لیں گی اور میں تو ہمیشہ سے پیار کا بھوکا تھا۔ یہ بات مجھے قطعاً گوارہ نہ ہوئی بعد میں جب تھوڑا بڑا ہوا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ پاپا ساری جائیداد آپ کے نام کر دیں گے اور جب آپ کو پاپا ذرا سی بھی اہمیت دیتے تھے تو میں غصے سے پاگل ہو جاتا تھا۔" آج انکشافات کا دن تھا۔ لائبہ حیرت زدہ بیٹھی انہماک سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"پھر ان دونوں کی ڈیتھ کے بعد میں آسٹریلیا ماموں کے پاس چلا گیا۔" وہ خاموش ہو گیا۔ "وہاں زندگی کا دوسرا رخ میں نے دیکھا۔" شاہ میر آہستگی سے دوبارہ گویا ہوا۔ "والدین کی کمی کی بدولت میں کلبوں میں جانے لگا اور لڑکیاں میری دولت اور پرسنالٹی کی وجہ سے خود ہی میرے قریب آ جاتیں۔ اس تمام عرصے میں' میں آپ کو بالکل فراموش کر چکا تھا اور اب بھی آپ اور یہ گھر مجھے یاد نہ آتے اور میں وہاں یونہی برباد ہو رہا ہوتا۔ جب اچانک مجھے بزنس کے سلسلے میں پاکستان آنا پڑا اور پھر خالہ اور ماموں نے مجھے بہت کچھ باور کرایا۔" وہ یکدم چپ ہو گیا۔ لائبہ کو آگے سننے کی بے چینی ہونے لگی۔ "انہوں نے کہا......" شاہ میر ہچکچا کر بولا۔ "لائبہ تمہیں پھنسانے اور رجھانے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرے گی۔ تاکہ وہ تمہارے گھر اور جائیداد پر قبضہ کر سکے۔ اپنی ماں کی طرح۔" لائبہ نے انتہائی اذیت محسوس کر کے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ لیے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اس کی روح کو کوئی تیز آلے سے کاٹ رہا ہے۔

"لیکن لائبہ......" شاہ میر دوبارہ بولا۔ "لیکن جب میرا تم سے سامنا ہوا۔" وہ اچانک تم پر اتر آیا۔ "تو پہلے پہل مجھے لگا کہ تم محض معصوم اور سادہ بننے کا ڈرامہ کر رہی ہو۔ تم بھی عام لڑکیوں کی طرح اپنی بے نیازی سے مجھے امپریس کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔"

لائبہ کو شاہ میر کے الفاظ سخت برے لگے۔

"لیکن اس دن میں چونک گیا جب کالج سے واپسی پر میں نے تمہیں لفٹ دی تھی اور ٹینا کی حرکت پر تمہاری حالت غیر ہو گئی تھی۔ جو مجھ سے پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی۔" وہ سین یاد آتے ہی لائبہ ایک بار پھر شرم سے گڑنے لگی۔

"اور اس رات جب تم نے فون کر کے کہا تھا کہ بوا کو بھیج دیں اور میں تمہیں لینے پہنچا تو حارث کو اور تمہیں اکیلے کھڑے دیکھ کر میرا خون کھول اٹھا' نجانے کیوں' پھر میں نے سوچا کہ حارث اچھا خاصا لڑکا ہے شاید تم......"

لائبہ نے اسے انتہائی خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔

"آئی ایم سوری لائبہ' لیکن میں اس وقت اپنے دل کی باتیں تمہیں بتا رہا ہوں۔ تمہیں برا تو لگ رہا ہوگا لیکن یہی سچائی ہے۔" وہ ندامت سے بولا۔ "اس دن لان میں تمہاری اور بوا کی ادھوری باتیں سنیں تو سمجھا کہ تم یہ گھر حاصل کرنا چاہتی ہو لیکن جب بوا نے بتایا کہ تم نوکری حاصل کرنے کے لیے ماری ماری پھر رہی ہو اور میرے تمام اندازے تمہارے لیے غلط ثابت ہوئے ہیں تو یقین کرو لائبہ اس دن میں اپنی نگاہوں سے گر گیا۔ میں بہت زیادہ شرمندہ اور پشیمان تھا حارث کے مطابق تمہارے خیالات سن کر میں بہت کچھ سمجھ گیا اور پھر میں نے حارث کو ملنے کے لیے بلایا۔"

"حارث کو مگر کیوں؟" لائبہ نے فوراً پوچھا۔

"اس کو سبق سکھانے کے لیے اور ایسا سبق سکھایا کہ

SkorpiC FriendsKorner

زندگی بھر یاد رکھے گا۔" یہ سن کر لائبہ کے اندر ٹھنڈک سی اتر گئی۔ کیا واقعی حارث کی غلیظ اور ناپاک نگاہوں سے شاہ میر نے اسے بچایا تھا۔

"میں اچھی طرح سے جان گیا تھا کہ تم ان لڑکیوں سے قطعی مختلف ہو جو دولت اور روشن مستقبل کی خاطر اپنی خودداری و انا کو گروی رکھ دیتی ہیں' اپنی نسوانیت کی قیمت لگاتی ہیں اور عزت و وقار کو پلیٹ میں رکھ کر پیش کر دیتی ہیں۔ ماموں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ تمہیں اپنی ذہانت اور خود اعتمادی سے ضرور ایمپریس کرے گی' لیکن تم تو مجھ سے بہت خوفزدہ رہتی تھیں' حالانکہ میں اتنا خوفناک تو نہیں ہوں۔" وہ اپنی بات پر خود ہی ہنس دیا۔ "میں جانتا تھا کہ تم مجھ سے بہت خائف رہتی ہو کیونکہ تم ایک جلاد صفت دیو کے گھر میں جو رہ رہی تھیں۔" یہ بات سن کر وہ خفیف سی ہو گئی۔ یہ بات تو اس نے بوا سے کہی تھی۔

"اور پھر اس رات جب تم سیڑھیوں پر بدحواس سی کھڑی تھیں' جو تھوڑا بہت سکون تھا وہ سب بھی لے گئیں۔" لائبہ اس انکشاف سے چکرا سی گئی۔

"نجانے کب میرے دل نے تمہیں میری زیست کی آرزو بنا دیا اور جب مجھے اس بات کا پتا چلا تو یقین کرو میں نے اس وقت سے اپنے آپ کو بدلنا شروع کر دیا۔"

"اور ٹینا کو؟" لائبہ کی زبان سے بے ساختہ پھسل گیا فوراً اس نے زبان دانتوں تلے دبالی لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ شاہ میر قہقہہ مار کر ہنستا چلا گیا۔

"ہاں ٹینا سے بھی بدل گیا۔ ویسے میں اسے ہاتھ نہیں لگاتا تھا وہ خود مجھے......" لائبہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"لائبہ! ثمن مام بھی گریٹ تھیں۔ انہوں نے تھوڑے ہی عرصے میری پرورش کی لیکن یہ ان کی تھوڑے عرصے کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ بے شک میں نے لڑکیوں سے دوستی رکھی لیکن اخلاقی حدود کبھی پار نہیں کیں۔" وہ سنجیدہ ہو گیا۔ "لائبہ پلیز ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا' میں تمہارے قابل نہیں' لیکن خیر اس بات کے کہنے کا کیا فائدہ' جب میں تمہارے قابل ہی نہیں ہوں۔ تم بہت اچھی ہو۔"

لائبہ بے چین سی ہو گئی' دل کچھ سننے کی تمنا کرنے لگا۔

"لائبہ ہمیشہ خوش رہنا اور ہو سکے تو اس جلاد صفت دیو کو معاف کر دینا۔" ان الفاظ نے لائبہ کے دل کو چھید ڈالا۔

"اور یہ کاغذات تم رکھ لو' تمہیں ثمن مام کی قسم ہے۔"

وہ خاموش رہی۔

"اور ہاں۔" وہ جاتے جاتے پلٹا۔ "مرد کو کبھی اتنا کمزور مت سمجھنا کہ ذرا سے بخار میں اس کی طاقت سلب ہو جائے اور خاص طور پر میرے جیسے مرد کو۔" وہ مسکراتے ہوئے چلتا بنا۔ لائبہ اپنی جگہ کٹ سی گئی۔

"میں...... میں کیا کروں؟ کیسے شاہ میر کو بتاؤں کہ میں بھی اسے......؟" یہ خیال آتے ہی اسے شرم سی آ گئی۔ کجا کہ وہ شاہ میر سے کچھ کہتی' وہ بھی ایک نمبر کا جاہل اور بے وقوف ہے۔ مجھے احمق اور بے وقوف کہتا ہے اور خود نہیں سمجھ پا رہا ہے کہ میں کیا چاہتی ہوں۔"

"لائبہ۔" بوا کمرے میں داخل ہوئیں۔ "بیٹی تم شاہ میر کو روک لو۔" بوا کے منہ سے اس قدر غیر متوقع الفاظ سن کر لائبہ حیران رہ گئی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں بوا آپ؟"

"ہاں بیٹا' مجھے پتا ہے کہ تم بھی یہی چاہتی ہو اور وہ بھی یہی چاہتا ہے۔ تم اسے روک لو۔" بوا کی بات سن کر اسے بے تحاشا شرم آ گئی۔

"لیکن بوا......"

"دیر مت کرو' ورنہ تم خالی ہاتھ رہ جاؤ گی بیٹی۔" یہ سن کر وہ لرز سی گئی۔

رات کو وہ شاہ میر کے کمرے کی جانب گئی۔ دروازہ ناک کر کے وہ اندر تو آ گئی لیکن اب کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے؟

"آپ نے سب پیکنگ کر لی؟" شاہ میر کو وہ کچھ کنفیوژ لگی شاہ میر اس کے سوال پر یکدم بجھ سا گیا۔

SkorpiO FriendsKorner

"ہوں؟" انتہائی مختصر جواب ملا۔ دونوں کے درمیان خاموشی کی دبیز چادر تن گئی۔ کمرے کی کھڑکی سے جھانکتا چاند اور اس کی چاندنی بڑی بے قراری سے اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ شاہ میر کو جانے سے روک دے۔ کمرے کے در و دیوار خاموشی سے التجا کر رہے تھے اور التجا تو شاہ میر کا ایک ایک انگ کر رہا تھا کہ صرف ایک بار وہ کہہ دے کہ مت جاؤ شاہ میر۔ میں تمہارے بنا ادھوری ہوں۔ مجھے مکمل کر دو۔ مجھے یوں مت چھوڑ کر جاؤ اور یہاں لائبہ کو کچھ کہنے کی ہی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"او کے لائبہ مجھے اب نکلنا چاہیے۔" شاہ میر نے مایوس ہو کر کہا۔ آسمان کے سینے میں چمکتے ستاروں کو لائبہ کی بزدلی پر غصہ آنے لگا۔

"شاہ میر کیا آپ' کیا آپ......؟" وہ کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں بولو لائبہ۔" شاہ میر نے اس کی ہمت باندھی۔

"کیا آپ کا جانا بہت ضروری ہے۔" وہ جلدی سے کہہ گئی شاہ میر کے اندر یکدم ٹھنڈک ہی ٹھنڈک پھیل گئی۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔" اب شاہ میر ہلکا پھلکا ہو کر اسے تنگ کرنے لگا۔

"میرا مطلب ہے کہ......"

"ہاں کیا مطلب ہے۔" وہ شوخ نگاہوں سے لائبہ کو تک رہا تھا۔

"وہ دراصل بوا کہہ رہی تھیں آپ یہاں رک جائیے۔" بہت اٹک اٹک کر اس نے انتہائی بونگی سی تاویل پیش کی۔

"آ......آ اچھا" اس نے اچھا کو کافی لمبا کھینچا۔ "تو پھر بوا کو مجھے روکنا چاہیے تھا۔" وہ اسے زچ کر کے بہت لطف لے رہا تھا۔ ادھر لائبہ کی جان نکلی جا رہی تھی۔

"اچھا تو پھر آپ جائیں۔"

"حد ہو گئی یہ سمجھ ہی نہیں رہے بھاڑ میں جا۔" لائبہ غصے سے دل ہی دل میں بولی۔ جانے کو پلٹی تو یکدم شاہ میر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور قریب آ کر بولا۔

"دل سے روک رہی ہو؟" لائبہ بہت جھنجلائی ہوئی تھی۔ روانی میں بے اختیار سر اثبات میں ہلا دیا۔ پھر فوراً ٹپٹا بھی گئی۔ شاہ میر کو دیکھ کر اس کی ساری شرارت سمجھ میں آ گئی۔

"آپ انتہائی خراب انسان ہیں۔" وہ برا مان کر بولی۔ شاہ میر زور سے ہنس پڑا۔ "اچھا' لیکن اب اس خراب انسان کے ساتھ تمہیں زندگی گزارنی ہے بولو لائبہ۔ اس جلاد صفت دیو کے ساتھ زندگی گزارو گی؟" وہ انتہائی مخمور لہجے میں بولا۔

"میں ذرا بوا کو دیکھ لوں۔" وہ بھاگنے لگی۔ "لائبہ تم نے میری زیادتیوں کو معاف تو کر دیا نا؟" شاہ میر سنجیدہ ہو گیا۔

"افوہ معاف تو کر دیا' تبھی تو یہاں کھڑی ہوں۔" وہ جھنجلا کر بولی۔

"اچھا تو پھر مجھے یقین کر لینے دو۔" اور اچانک چند قدم کا فاصلہ طے کر کے وہ اس کے بالکل قریب آ گیا۔ لائبہ ہڑبڑا کر پیچھے ہٹی۔

"ارے کیا ہوا؟" شاہ میر یکدم معصوم بن گیا' پھر اس کے ماتھے پر لگے نشان کو دیکھ کر کہنے لگا۔ "یہ زخم میں نے تم کو لگایا تھا اس پر مرہم لگا رہا ہوں۔" وہ اس پر تھوڑا جھکا لائبہ نے اسے پوری طاقت سے دھکیلا۔

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے۔" وہ یہ کہتی یہ جا وہ جا۔ شاہ میر زور سے ہنس دیا اور ٹیرس پر آ کر آسمان پر سجے چاند اور ستاروں کی کہکشاں کو دیکھنے لگا۔ جو ان دونوں کے ملن میں خوشی سے جھوم رہے تھے اور کمرے میں بیٹھی لائبہ اچھی طرح سے جان گئی کہ شاہ میر اس کی زیست کی اولین آرزو ہے۔

SkorpiO FriendsKorner